



## سوال

(753) مسبوق کی امامت

## جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

آج کل علاقہ راجن پور میں ایک مسئلہ موضوع سخن ہوا ہے اور بڑی شد و مد کے ساتھ ایک دوسرے پر فتوے جڑے جا رہے ہیں۔ مسئلہ مسبوق کی امامت والا ہے۔ کیا یہ جائز ہے یا نہیں؟ جواز کی صورت میں کیا پوزیشن ہوگی؟ جب کہ صحیح مسلم، نیل الأوطار، اور ابن خزیمہ میں الفاظ ملتے ہیں جن سے جواز ثابت ہوتا ہے۔

## الجواب بعون الوهاب بشرط صحة السؤال

و علیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علی رسول اللہ، أما بعد!

مسبوق کی امامت سے مقصود غالباً آپ کا یہ ہے کہ جماعت کا کچھ حصہ گزرنے کے بعد امام کی اقتداء میں شریک ہونے والے افراد امام کے سلام پھیرنے کے بعد اپنے میں سے کسی ایک کو امام بنا کر بقیہ نماز بصورت جماعت مکمل کر لیں۔ کسی ایک بھی روایت میں واضح طور پر اس کا ثبوت موجود نہیں۔ بلکہ غزوہ تبوک کے سفر میں جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم فجر کی جماعت سے قبل حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کی معیت میں قضائی حاجت کے لیے تشریف لے گئے تھے، واپسی پر صرف ایک رکعت باجماعت کو پاسکے تھے۔ دوسری رکعت کی تکمیل حضرت عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کے سلام پھیرنے کے بعد کیلیے کی۔ جس طرح کہ قصہ کے سیاق و سباق سے ظاہر ہے۔ حالانکہ امکان موجود تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ کو ساتھ ملا کر فوت شدہ رکعت باجماعت پڑھ سکتے تھے۔ بوقتِ ضرورت اس شکل کو اختیار نہ کرنا عدم جواز کی دلیل ہے۔ نفس مسبوق کے بارے میں چند ایک صورتیں اور بھی ہیں، جن کا تذکرہ ”مشکوٰۃ المصابیح“ میں زیر عنوان ”باب ما علی المأموم من المتابعة وحکم المسبوق“ موجود ہیں۔ یہاں مولف نے متنوع (مختلف) قسم کی روایات بیان کی ہیں اور صاحب ”مفتی الانبار“ نے متذکرہ قصہ پر یوں تبویب قائم کی ہے۔ ’باب المسبوق یقتضی ما فاتہ إذا سلم امامہ من غیر زیادة‘ اور اس سے پہلے عنوان ہاں الفاظ ہے۔ ’باب المسبوق یدخل مع الإمام علی آتی حال کان‘ اور صحیح مسلم و نیل الأوطار وغیرہ میں جن صورتوں کا تذکرہ ہے وہ اس کے علاوہ ہیں بوقتِ ضرورت ان پر بھی گفتگو ہو سکتی ہے۔ فی الحال اسی پر اکتفاء کرتا ہوں۔

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

## فتاویٰ حاقظ ثناء اللہ مدنی



## كتاب الصلوة: صفحہ: 645

محدث فتویٰ